مہرِ معجّل

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷، میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲، ڈونٹاڈا اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

البسط المسجل فی امتناع الزوجۃ بعد الوطی للسعجل

۱۳۰۵ھ

تصنیف

اعلیٰحضرت امام اہلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات

حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخریج وتصحیح

مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا محمد عباس رضوی

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی

۵۲ ، ڈونگا اسٹریٹ ، کھڑک ، ممبئی ۹

فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶_۰۲۲

Scanned with OKEN Scanner

سلسلۂ اشاعت ۲۷۳

نام کتاب ـــــــ البسط المسجل فی امتناع الزوجۃ بعد الوطی للمعجل ۱۳۰۵ھ

مصنف ـــــــ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات ـــــــ حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخریج و تصحیح ـــــــ مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا محمد عباس رضوی

سن اشاعت ـــــــ سنہ ۱۴۲۲ھ سنہ ۲۰۰۱ء

طباعت ـــــــ رضا آفسیٹ بمبئی ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

پیش لفظ

عروس البلاد ممبئی میں چند مخلصینِ اہل سنّت کی مشترکہ کوشش سے سنہ ۱۹۷۸ء میں رضا اکیڈمی کا قیام ہوا اور اس نے بفضلہٖ تعالیٰ مسلکِ اہلِ سنّت کے فروغ و استحکام میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ دردمند اور باشعور سنّی عوام و خواص کے مختلف حلقوں میں اس نے اسلام و سنّیت کی بیش بہا خدمات انجام دے کر کئی شہروں میں اپنی متحرک و فعال شاخیں بھی قائم کیں اور علماء اہل سنّت بالخصوص امام اہل سنّت مجدد دین و ملّت اعلیٰحضرت امام احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ کی کتب و رسائل بڑی تعداد میں شائع کر کے ملک کے گوشے گوشے تک پہنچایا۔

علماء اہل سنّت اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کی ابتک دو سو چھیاسٹھ ۲۶۶ کتابیں رضا اکیڈمی ممبئی شائع کر چکی ہے مزید برآں اس سال دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے صدسالہ جشن اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کے ۱۵۰ سالہ یوم ولادت کے موقعہ پر دسیوں رسائل رضویہ فتاویٰ رضویہ مترجم شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن لاہور سے عکس لے کر شائع ہو رہے ہیں۔

رضا اکیڈمی ممبئی اپنے مشن کو دور دراز خطوں اور ہر طبقے تک پہنچانے کیلئے شب و روز کوشاں ہے اور اس کا پیغام بھی یہی ہے کہ

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلّم کے صدقہ و طفیل میں رضا اکیڈمی سے دین و سنّیت کی زیادہ سے زیادہ خدمات لے اور اس کی ہر خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اسیر مفتی اعظم محمد سعید نوری

رضا اکیڈمی ممبئی۔ ۲۸ محرم الحرام سنہ ۱۴۲۲ھ / ۲۳ اپریل سنہ ۲۰۰۱ء

البسط المسجل فی امتناع الزوجۃ بعد الوطی للمعجل

۱۳۰۵ھ

(زوجہ بعد وطی بھی مہر معجّل لینے کے لئے اپنے نفس کو روک سکتی ہے اس بارے میں کشادہ تحریر اور فیصلہ مسٹر محمود کار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از مراد آباد مرسلہ محمد نبی خاں صاحب یکم جمادی الاخری ۱۳۰۵ھ

سوال اوّل

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سے ہندہ کا نکاح ہوا، مہر نصف معجل نصف موجل ٹھہرا، حسبِ رواج ہندہ کی رخصت ہوگئی کہ وطی برضائے ہندہ واقع ہوئی، بعدہٗ زید بد اطوار نکلا اور ہندہ سے بہت ایذا و اضرار و تکلیف و آزار کے ساتھ پیش آیا، ہندہ ان وجوہ سے ناراض ہوکر اپنے باپ کے یہاں چلی آئی اور تا وصول مہر معجل اس کے پاس جانے سے انکار رکھتی ہے، اس صورت میں ہندہ کو مہر معجل لینے تک حق منع نفس حاصل ہے یا نہیں؟ اور منع کرنے سے ناشزہ ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

سوال دوم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب ادائے مہر معجل سے پہلے وطی برضائے زوجہ واقع ہو جائے تو اس صورت میں برخلاف مذہب امام مذہب صاحبین کو کہ منع نفس کا حق ساقط ہو جاتا ہے بوجوہ[ع] مصرحہ ذیل ترجیح دینی صحیح و رجیح اور نظر فقہی میں قرین تحقیق و تنقیح ہے یا نہیں ؛

(۱) درمختار میں ہے جب ایسے امر کی نسبت مابین ابوحنیفہ اور اُن کے مریدوں (یعنی صاحبین) کے اختلاف ہو تو رائے مریدوں کی غالب ہونی چاہیئے۔

(۲) امام ابوحنیفہ اور امام محمد دونوں محض ذہنی باتوں کے مقنن تھے لیکن قاضی ابویوسف کو اُسی قدر علم روایات تھا اور بوجہ عہدہ قاضی القضاۃ کے موقع متعلق کرنے اصول کا حالات انسان سے حاصل تھا اور ان کے قواعد خصوصاً معاملات دُنیوی اور تعبیر شرع میں اس قدر مستند سمجھے جاتے ہیں کہ جب امام ابوحنیفہ یا امام محمد کی رائے اُن سے متفق ہو تو اُن کی رائے از رُوئے ایک قاعدہ مسلّمہ کے قبول کی جاتی ہے۔

(۳) سب سے عمدہ خلاصہ سب سے حال کی کتاب مستند شرع یعنی فتاوٰی عالمگیری (کی عبارت یہ ہے) اس سے ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہ کی رائے کے خلاف نہ صرف ان کے دو مشہور مریدوں بلکہ شیخ الصفار نے بھی جہاں تک کہ بحث ہم خانگی کو تعلق ہے رائے ظاہر کی ہے۔

(۴) امام ابوحنیفہ اور ان کے دو مرید قانون حنفی میں تین استاد سمجھے گئے ہیں اور میں قاعدہ عام تصور کرتا ہوں کہ اختلاف رائے ہو تو دو کی رائے بمقابلہ تیسرے کے غالب ہوگی بموجب معمولی قاعدہ شرع کے میں رائے دو مریدوں کی بطور کثرت رائے منجملہ تین استادوں کے اختیار کرتا ہوں۔

(۵) اس حق کے نفاذ میں کہ زوجہ کے ساتھ ہم خانگی کرے مانع یہ بیان کیا گیا ہے کہ مہر معجل ادا نہ ہوا ہو اور یہ قاعدہ محض اس مواخذے کی مشابہت پر مبنی ہے جو بائع کو مال پر تا ادائے قیمت قبل حوالگی مال کے حاصل رہتا ہے لیکن اُس مواخذے میں در اصل حق ملکیت مشتری کا قیاس کر لیا گیا ہے اور جبکہ حوالگی عمل میں آجائے گی تو اسی وقت وُہ مواخذہ ختم ہو جاتا ہے انتہی ، بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ المنعم فی المعجل والمؤجل — سب تعریفیں دنیا و آخرت میں ہم پر انعام کرنے والے

ع یہ وجوہ مسٹر محمود نے اپنے فیصلے میں ایجاد کیں ۱۲ (م)

والصلوٰۃ والسلام علی من ختم دفتر الرسالۃ و سجل وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وجمیع اھل دینہ المبجل۔

اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اور صلوٰۃ وسلام اس ذات پر جس نے رسالت کا دفتر ختم کیا اور مضبوط کیا، اور ان کی آل واصحاب اور ان کے تمام برگزیدہ دین والوں پر۔ (ت)

جواب سوال اوّل

صورتِ مستفسرہ میں ہندہ کو حق منع نفس حاصل ہے اُسے اختیار ہے جب تک مہر معجل وصول نہ کرنے اپنے آپ کو تسلیم شوہر نہ کرے اس منع کئے سے ناشزہ نہ ہوگی۔ وقایہ میں ہے:

لھا منعہ من الوطی والسفر بھا والنفقۃ لو منعت ولو بعد وطی او خلوۃ برضاھا۔[1]

معجل مہر وصول کرنے کیلئے خاوند کو جماع سے اور سفر پر ساتھ لے جانے سے روکنے اور نفقہ وصول کرنے کا بیوی کو حق ہے اگرچہ وطی اور خلوت رضامندی سے ہوجانے کے بعد روک دے۔ (ت)

نقایہ میں ہے:

قبل اخذ المعجل لھا منعہ من الوطی و السفر بھا ولو بعد وطئ برضاھا بلا سقوط النفقۃ۔[2]

مہر معجل وصول کرنے سے قبل بیوی کو حق ہے کہ خاوند کو جماع، سفر پر ساتھ لے جانے سے روک دے اگرچہ رضامندی سے وطی کے بعد ہو، بیوی کا نفقہ ساقط نہ ہوگا۔ (ت)

کنز میں ہے:

لھا منعہ من الوطی والاخراج للمھر وان وطئھا۔[3]

بیوی کو مہر کے لئے وطی اور سفر پر لے جانے سے منع کرنے کا حق ہے (ت)

تنویر الابصار میں ہے:

لھا منعہ من الوطی والسفر بھا ولو وطی او خلوۃ برضیتھما۔[4]

خوشی سے وطی یا خلوت کے بعد بھی بیوی کو مہر وصول کرنے کیلئے خاوند کو جماع اور سفر پر لے جانے سے منع کرنے کا حق ہے۔ (ت)

---

[1] شرح الوقایۃ باب المھر — مطبع مجتبائی دہلی — ۲/۴۵
[2] مختصر الوقایۃ فی مسائل الھدایۃ " — نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی — ص ۵۶
[3] کنز الدقائق " — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ص ۱۰۴
[4] درمختار شرح تنویر الابصار " — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۰۲

درمختار میں ہے :

لان کل وطأۃ معقود علیہا فتسلیم البعض لایوجب تسلیم الباقی[1]

ہر وطی مہر کے بدلے میں ہے (یعنی ہر وطی پر جدا جدا مہر لازم ہے) تو بعض کا بدل دینے سے باقی کا دے دینا ثابت نہ ہوگا۔ (ت)

اسی میں ہے :

النفقۃ تجب للزوجۃ علی زوجہا ولو منعت نفسہا للمہر دخل بہا اولا[2] اھ ملخصًا۔

خاوند پر بیوی کا نفقہ واجب ہے اگرچہ بیوی نے مہر کے لئے خاوند کو اپنے سے روک رکھا ہو دخول ہوچکا یا نہیں اھ ملخصًا (ت)

تحقیق مقام یہ ہے کہ مہر معجل لینے سے پہلے وطی یا خلوت برضائے عورت واقع ہوجانا صاحب مذہب امام اقدم قدوۂ اعظم امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک حق منع نفس و منع سفر کسی کا اصلًا مسقط نہیں، اور عورت کو اختیار ہے جب تک ایک روپیہ بھی باقی رہ جائے نہ تسلیم نفس کرے نہ شوہر کے ساتھ سفر پر راضی ہو اگرچہ اس سے پہلے بارہا وطی برضامندی ہوچکی ہو اور صاحبین رحمہما اللہ تعالٰی کے نزدیک صرف خلوت برضا واقع ہوجانا بھی حق منع نفس و منع سفر دونوں کا مسقط ہے، امام ابوالقاسم صفار علیہ رحمۃ الغفار دربارۂ سفر قولِ امام اور دربارۂ وطی قولِ صاحبین پر فتوے دیتے تھے اصل معنی اس تفصیل کے یہی ہیں اُن کے بعد جس نے ادھر میل کیا انھیں کا اتباع کیا مثلًا امام صدر شہید شرح جامع صغیر میں ان کا مسلک نقل کرکے فرماتے ہیں : وانہ حسن[3] (بیشک وُہ حسن ہے۔ ت)، امام بزدوی شرح کتاب مذکور میں فرماتے ہیں :

ھذا احسن فی الفتیا[4] کما نقلہ عنہ فی البنایۃ وکذا الطحطاوی عن البحر عن غایۃ البیان۔

یہ فتوٰی کے لئے مناسب ہے، جیسا کہ صاحب بنایہ نے اس کو بنایہ میں ان سے نقل کیا ہے، اور ایسے ہی طحطاوی نے بحر سے انھوں نے غایۃ البیان سے نقل کیا ہے (ت)

جواہر الاخلاطی میں ہے :

---

[1] درمختار شرح تنویر الابصار — باب المہر — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۰۲

[2] " " " — باب النفقۃ — " " " — ۱/۲۶۶-۶۷

[3] حاشیۃ الجامع الصغیر — باب فی المہور — " " " — ص ۱۴۱

[4] البنایۃ فی شرح الہدایۃ — باب المہر — المکتبۃ الامدادیۃ مکۃ المکرمہ — ۲/۱۵۶

و استحسن بعض المشایخ اختیارہ اھ[1] بعض مشائخ نے ان کے مختار کو پسند فرمایا ہے اھ (ت)

اسی طرح ہندیہ میں محیط سے ہے: ولفظہ بعض مشایخنا[2] (اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ہمارے بعض مشائخ نے۔ت) مگر اکثر اکابر ائمہ وعلماء وفقہاء مذہب امام کو ترجیح دیتے اور اسی پر جزم و اعتماد کرتے ہیں متون کہ خاص نقل مذہب صحیح ومعتمد کے لئے وضع کئے جاتے ہیں علی العموم اسی مذہب پر ہیں، فتاوی خیریہ میں ہے: بہ صرحت المتون قاطبۃ[3] (تمام متون اس کی تصریح کرچکے ہیں۔ت) اور وقایہ ونقایہ وکنز وتنویر ودرمختار کی عبارتیں سن چکے کہ انھوں نے تصریحاً مذہب صاحبین کی نفی فرمائی، اور جب ماتن نے باب نفقہ میں ولو منعت نفسھا للمھر[4] (اگرچہ بیوی نے مہر کے لئے اپنے کو روک رکھا ہو۔ت) فرمایا شارح نے دخل بھا اولا[5] (دخول ہوچکا ہو یا نہ۔ت) اور بڑھایا تاکہ اس کی نفی پر تنصیص تام ہوجائے، اسی طرح وافی ومختار میں بھی اسی پر اقتصار کیا اور درمختار میں صرف اسی مذہب پر دلیل قائم کی کما سبق نقلہ (جیسا کہ اس کی نقل گزری۔ت) اور اقتصار وتعلیل دونوں دلیل اختیار وتعویل۔ ردالمحتار میں ہے:

اقتصارہ فی المتن (یعنی تنویر الابصار) یفید ترجیحہ[6] اھ ملخصاً ذکرہ فی کتاب القضاء مسئلۃ ولایۃ بیع الترکۃ المستغرقۃ بالدین۔

ماتن کا یعنی تنویر الابصار کا اس پر اکتفاء کرنا ترجیح کو مفید ہے اھ ملخصاً۔ اس کو انھوں نے کتاب القضاء میں قرض میں مستغرق ترکہ کی ولایتِ بیع کے مسئلہ میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

طحطاوی میں ہے:

الاقتصار علیہ یدل علی اعتمادہ[7] اھ ذکرہ قبیل الوصیۃ بثلث المال۔

اس پر اکتفاء ان کے اعتماد کی دلیل ہے اھ اس کو انھوں نے ثلثِ مال کی وصیت سے قبل ذکر کیا۔ (ت)

---

[1] جواہر الاخلاطی — فصل فی المھر — قلمی نسخہ — ص ۶۳
[2] فتاوی ہندیہ — الفصل الحادی عشر فی منع المرأۃ نفسھا بمھرھا — نورانی کتب خانہ پشاور — ۱/ ۳۱۷
[3] فتاوی خیریہ — باب النفقۃ — دارالمعرفۃ بیروت — ۱/ ۹۰
[4] درمختار شرح تنویر الابصار — " — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/ ۲۶۷
[5] درمختار " " " " " — "
[6] ردالمحتار — مطلب فی بیع الترکۃ المستغرقۃ بالدین — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۴/ ۳۴۰
[7] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار — کتاب الوصایا — دارالمعرفۃ بیروت — ۴/ ۳۲۱

عقود الدریہ میں ہے، التعلیل دلیل الترجیح[1] (علت کو بیان کرنا ترجیح کی دلیل ہے۔ت) اسی میں ہے:

ھو الراجح اذھو المحلی بالتعلیل[2] اھ ذکرھما فی النکاح قبل باب الولی۔

یہی راجح ہے کیونکہ یہی دلیل سے مزین ہے، یہ دونوں باتیں اُنھوں نے کتاب النکاح میں باب الولی سے پہلے ذکر کی ہیں۔(ت)

علامہ ابراہیم حلبی نے ملتقی الابحر میں کہ بتصریح فاضل شامی متون معتمدہ فی المذہب سے ہے قول امام کو مقدم رکھا اور اسی پر حکم دے کر صاحبین کی طرف خلاف نسبت کی،

حیث قال ھذا قبل الدخول وکذا بعدہ خلافا لھما[3]۔

جب اُنھوں نے کہا کہ یہ دخول کے بعد ہو یا پہلے اس میں صاحبین کا خلاف ہے (ت)

اور وُہ خود دیباچۂ ملتقی میں تصریح فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں میں جس قول کو مقدم لاؤں وہی ارجح ہے شارح نے فرمایا: وہی مختار للفتوی ہے، متن وشرح کی عبارت یہ ہے:

صرحت بذکر الخلاف بین ائمتنا وقدمت من اقاویلھم ماھو الارجح (المختار للفتوی[4]) (ملخصًا)

میں نے اپنے ائمہ کے ہاں اختلاف کی تصریح کردی اور ان میں سے زیادہ راجح قول کو پہلے ذکر کیا، ارجح وُہ ہے جو فتوی کے لئے مختار ہے (ملخصًا)۔(ت)

اسی طرح فتاوی قاضی خاں میں امام علامہ فقیہ النفس نے قول امام کی تقدیم کی اور وہ اُسی قول کو مقدم کرتے ہیں جو اشہر و اظہر ہو، خود اپنے فتاوے کے خطبے میں فرمایا:

قدمت ما ھو الاظھر وافتتحت بما ھو الاشھر[5]۔

میں ظاہر کو مقدم اور مشہور سے ابتداء کرتا ہوں۔(ت)

علماء فرماتے ہیں توجیہ یہ پہلے بیان کریں وہی قول معتمد ہے، حاشیۂ طحطاویہ میں ہے:

---

[1] عقود الدریہ کتاب النکاح حاجی عبدالغفار وپسران ارگ بازار قندھار ۱/۱۷

[2] " " " " " " " "

[3] ملتقی الابحر باب المھر موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۲۵۱

[4] مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر مقدمۂ کتاب داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۷

[5] فتاوی قاضی خاں " نولکشو لکھنؤ ۱/۲

اصطلاحہ تقدیم الاظہر فیکون ھو المعتمد[1] اھ ذکرہ فی کتاب الوصایا اول باب الوصی۔

ان کی اصطلاح زیادہ ظاہر کو مقدم کرنا ہے تو وہی قابلِ اعتماد ہوتا ہے اھ، اس کو انھوں نے کتاب الوصایا میں باب الوصی کے شروع میں بیان کیا ہے (ت)

امام برہان الدین فرغانی صاحبِ ہدایہ کی عادتِ مستمرہ ہے کہ استدلال کے وقت قول مختار کی دلیل اخیر میں لاتے ہیں تاکہ اقوال سابقہ کے دلائل سے جواب ہو جائے اور نقل اقوال کے وقت غالباً قولِ قوی کو پہلے ذکر فرماتے ہیں تاکہ اول صحیح مسئلہ سمعِ متعلم میں آئے، درمختار میں نہر الفائق سے ہے:

تاخیر صاحب الھدایۃ دلیلھما (ای فی مسئلۃ کساد فلوس القرض) ظاھر فی اختیارہ قولھما[2] اھ ذکرہ آخر باب الصرف قبیل التذنیب۔

صاحبِ ہدایہ کا صاحبین کی دلیل کو مؤخر لانا (یعنی قرض والے سکّے کے بند ہو جانے کے مسئلہ میں) ان کے قول کو مختار بنانے کی دلیل ہے، اس کو انھوں نے تذنیب سے قبیل باب الصرف کے آخر میں ذکر کیا ہے (ت)

اسی طرح فتح القدیر میں ہے، افندی زین الدین رومی نتائج الافکار حاشیۂ ہدایہ میں لکھتے ہیں:

من عادۃ المصنف المستمرۃ ان یؤخر القوی عند ذکر الادلۃ علی الاقوال المختلفۃ لیقع المؤخر بمنزلۃ الجواب عن المقدم وان کان قدم القوی فی الاکثر عند نقل الاقوال[3]۔

مصنف کی عادتِ مستمرہ ہے کہ دلائل ذکر کرتے وقت قوی دلیل کو آخر میں ذکر کرتے ہیں تاکہ پہلے اقوال کا جواب بن سکے، یہ اختلافی بحث میں ایسا کرتے ہیں اگرچہ وہ قوی قول کو ذکر میں پہلے لاتے ہیں جب اقوال کو نقل کرنا ہو، اکثر ایسا ہی کرتے ہیں (ت)

اب یہاں انھوں نے مذہب امام کو پہلے نقل بھی کیا اور اسی کی دلیل کو مؤخر بھی لائے اور قول صاحبین کو برقرار بھی نہ رکھا تو بوجوہ عدیدہ ترجیح قول کا افادہ فرمایا، علامہ سید جلال الملۃ والدین خوارزمی نے کفایہ حاشیہ ہدایہ میں تائید مذہب امام کو دوبالا کیا اور ایک مسئلہ متفق علیہا سے جسے صاحبین بھی تسلیم فرمائیں، قولِ امام کو رنگِ ایضاح دیا،

حیث قال لابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی انھا منعت منہ ما قابل البدل کما لو سلم

جب انھوں نے فرمایا امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ بیوی بدل کے مقابل کو روک سکتی ہے جیسا کہ کوئی بائع

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار — باب الوصی — دار المعرفۃ بیروت — ۴/۴۴۰

[2] درمختار — باب الصرف — مطبع مجتبائی دہلی — ۲/۵۷

[3] نتائج الافکار

البائع بعض المبیع الی المشتری لایسقط حقه فی حبس مابقی منه[1]

بعض مبیع مشتری کو سونپ دے تو بائع کے لئے باقی مبیع کے روکنے کا حق ساقط نہیں ہوتا۔ (ت)

اسی طرح صدر الشریعۃ شرح وقایہ وکافی شرح وافی واختیار شرح مختار ومستخلص شرح کنز وغیرہا شروح میں مذہب امام پر دلیل قائم کی اور دلیل صاحبین سے جواب دیئے، امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام رحمہ اللہ تعالٰی نے فتح القدیر میں ترجیح ہدایہ اور علامہ شیخی زادہ عالم دیار رومیہ قاضی دولت علیہ عثمانیہ معاصر ومستند صاحب درمختار نے مجمع الانہر میں تقدیم ملتقی اور علامہ یوسف چلپی نے ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعۃ العظمٰی میں اعتماد متن وشرح اور محقق علامہ وسیع النظر دقیق الفکر محمد بن عابدین شامی نے رد المحتار علی الدر المختار میں [illegible] درمختار کو مقرر ومسلم رکھا اور ترجیح مذہب امام میں خلاف ونزاع کی طرف بھی اشارہ نہ کیا پھر بکثرت علماء اہل متون وشروح وفتاوٰی ان مذکورین اور ان کے غیر باب النفقات میں عورت کو طلب مہر معجل کے لئے بالفاظ ارسال واطلاق منع نفس کا استحقاق بتاتے ہیں اور اصلاً عدم وطی وخلوت برضا کی قید نہیں لگاتے کما یظہر بالمراجعۃ الی کتبہم (جیسا کہ انکی کتب کی طرف مراجعت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ت) بلکہ شرح وقایہ میں تو صورت مسئلہ یوں فرض کی کہ:

خروجها بحق کما لو لم یعطها المهر المعجل فخرجت عن بیته[2]

بیوی کا باہر نکلنا برحق ہے جیسا کہ خاوند نے اس کو مہر معجل نہ دیا ہو تو وہ اس کے گھر سے نکل جائے۔ (ت)

اور ظاہر ہے کہ شوہر کے یہاں آنے کے بعد غالباً وطی واقع ہی ہوتی ہے باایں ہمہ حکم مطلق چھوڑا اور تقیید کی طرف مطلق التفات نہ فرمایا یہ اطلاقات بھی اُسی اختیار مذہب امام سے خبر دے رہے ہیں، لاجرم علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار نے قول امام ہی پر فتوٰی دیا اور مذہب آخر کا ذکر تک نہ کیا، فتاوٰی خیریہ تنقیح البریہ میں ہے:

سئل فی المرأۃ اذا سلمت نفسها قبل استکمال ما شرط تعجیله لها من المهر هل لها بعد ذلك منع نفسها عنه اجاب لها منع نفسها حتی تستکمل

ان سے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا گیا جو مہر معجل وصول کرنے سے پہلے اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کر چکی ہو کیا پھر مہر معجل کے لئے اپنے آپ کو خاوند سے روک سکتی ہے؟ تو جواب دیا کہ ہاں روک سکتی ہے یہاں تک کہ مہر معجل نو

---

[1] کفایہ مع فتح القدیر باب المہر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۵۰-۲۴۹

[2] شرح الوقایہ باب النفقۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۷۳

ذٰلك عند الامام وان كانت سلمت نفسها وبه صرحت المتون قاطبة۔[1]

یہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالٰی کے وصول کر لے ہاں ہے، اگرچہ بیوی پہلے اپنے آپ کو سونپ چکی ہو، اس مسئلہ پر تمام متون تصریح کر چکے ہیں۔ (ت)

آخر یہ علمائے محققین وعظمائے مدققین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فتوائے امام صفار واختیار بعض مشائخ سے غافل نہ تھے، پھر قولِ امام ہی پر جزم واعتماد فرماتے ہیں، کوئی تو قولِ صاحبین کا نام تک نہیں لیتا اور اکثر متون کا یہی حال ہے، کوئی صاف وہ الفاظ بڑھاتا ہے جس سے ان کے مذہب کی صریح نفی ہو جائے، کوئی صرف مذہب امام ہی پر دلیل قائم کرتا ہے، کوئی دلیلِ صاحبین سے جواب دیتا ہے، جنھوں نے وعدہ کیا کہ قولِ قوی کو مقدم لائیں گے وہ اسی مذہب کی تقدیم کرتے ہیں، جنھوں نے التزام کیا کہ دلیل معتمد کی تاخیر کریں گے وہ اسی کی دلیل پیچھے لاتے ہیں۔ غرض طرح طرح سے ترجیح وتصحیح مذہب امام کا افادہ فرماتے ہیں، اور کبرائے ناظرین شراح ومحشین کہ مذکور ہوئے تقریر وتسلیم سے پیش آتے ہیں ناچار ماننا پڑے گا کہ ان سب کے نزدیک معتمد ومرجح ومحقق ومنقح مذہب امام ہے رضی اللہ تعالٰی عنہ، اور قوت دلیل کہ مطالعۂ ہدایہ وکافی وختیار وکفایہ وغیرہا سے واضح ہوتی ہے اس پر علاوہ، پس جبکہ یہی مذہبِ امام اعظم ہے اور اسی پر متون کا اجماع اور اسی کی دلیل اقوٰی اور اسی قدر کثرت سے اس کے مرجحین، تو وجہ کیا ہے کہ اس سے عدول کیا جائے حالانکہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مفتی مطلقاً قول امام پر فتوٰی دے، اور قاضی عموماً مذہبِ امام پر فیصلہ کرے یعنی جب کوئی ضرورت مثل تعامل المسلمین یا اجماع المرجحین علی الخلاف کے داعی ترک نہ ہو، کما فی مسئلتی جواز المزارعۃ وتحریم القلیل من المائع المسکر (جیسا کہ مزارعت کے جواز اور قلیل مسکر پانی کی تحریم کے دونوں مسئلوں میں ہے۔ ت) اور حکم دیتے ہیں کہ قول امام سے عدول نہ کیا جائے اگرچہ مشائخ مذہب اس کے خلاف پر فتوٰی دیں۔ منیہ وسراجیہ ومحیط امام سرخسی وفتاوٰی عالمگیری وبحر الرائق ونہر الفائق وفتاوٰی خیریہ وتنویر الابصار وشرح علائی وحاشیہ طحطاویہ وغیرہا کتبِ معتمدہ میں اس کی تصریح ہے، درمختار میں ہے:

یاخذ القاضی کالمفتی بقول ابی حنیفۃ علی الاطلاق ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وھو الاصح منیۃ وسراجیۃ۔[2]

قاضی بھی مفتی کی طرح امام صاحب کے قول کو مطلقاً لے گا، پھر امام ابو یوسف، پھر امام محمد، پھر امام زفر اور حسن بن زیاد کے اقوال کو لے گا، یہی اصح ہے منیہ وسراجیہ۔

---

[1] فتاوٰی خیریہ — باب النفقۃ — دار المعرفۃ بیروت — ۱/۶۹

[2] درمختار — کتاب القضاء — مطبع مجتبائی دہلی — ۲/۷۲

بحرالرائق میں فرمایا:

یجب علینا الافتاء بقول الامام وان افتی المشائخ بخلافہ[1]۔

ہم پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر عمل واجب ہے اگرچہ مشائخ اس کے خلاف پر فتوٰی دے چکے ہوں۔ (ت)

اور ایسا ہی فتاوٰی خیریہ میں ہے خصوصاً صورت مسئولہ میں جبکہ تقریر سوال سے ظاہر کہ زید کی طرف سے سوءِ معاشرت ہندہ کے ساتھ واقع ہوئی تو یہاں تو ایک اور فتوٰی قولِ امام کے موافق ہے تہذیب میں کلام امام ابوالقاسم نقل کرکے فرماتے ہیں:

المختار عندی فی المنع ان کان سوء المعاشرۃ من الزوج لھا المنع وان کان من جھتھا فلیس لھا المنع وفی السفر قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ[2]۔

میرے نزدیک منع کے بارے میں مختار یہ ہے کہ اگر بداخلاقی خاوند کی طرف سے ہو تو بیوی کو منع حق ہے اور اگر بداخلاقی بیوی کی طرف سے ہو تو پھر اس کو حق نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو خاوند سے روک رکھے، سفر کے بارے میں فتوٰی امام صاحب رحمہ اللہ تعالٰی کے قول پر ہے (ت)

اسی طرح فتاوٰی ابراہیم شاہی وفتاوٰی حمادیہ میں اس سے نقل کیا، یہ ہے اس بارے میں کلام اجمالی، اور قدرے تفصیل ان مباحث کی ہمارے فتوائے ثانیہ میں آتی ہے وباللہ التوفیق، بالجملہ صورت مستفسرہ میں عندالتحقیق مفتی وقاضی کے لئے قولِ امام ہی پر اعتماد ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

جواب سوال دوم

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق اس تقریر میں **امر اوّل** ایک سخت حیرت انگیز بات ہے۔ درمختار میں اس مطلب کا کہیں پتا نہیں بلکہ اس میں صراحۃً اس کا خلاف مصرح کتاب القضا میں فرماتے ہیں:

یاخذ القاضی کالمفتی بقول ابی حنیفۃ علی الاطلاق[3]۔

قاضی بھی مفتی کی طرح مطلقاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کا قول لے گا۔ (ت)

پھر منیۃ المفتی وفتاوٰی سراجیہ سے نقل کیا ہو الاصح[4] (وہی زیادہ صحیح ہے۔ ت) ہاں ایک قول حاوی قدسی سے یہ لائے کہ قوت دلیل پر مدار ہے پھر اُسے بھی برقرار نہ رکھا، اور نہر الفائق سے نقل فرمایا: الاول اضبط[5] (وہی

---

[1] بحرالرائق — فصل فی تقلید — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ۶/۷۰-۲۶۹
[2] تہذیب
[3] درمختار — کتاب القضاء — مطبع مجتبائی دہلی — ۲/۷۲
[4] وہ
[5] "

زیادہ مضبوط ہے۔ ت) اور تحقیق و توفیق وہ ہے جو ماتن نے فرمایا کہ لا یخیر الا اذا کان مجتہدا یعنی جو خود مجتہد ہو وہ قوتِ دلیل پر نظر کرے اور ہم پر وہی ترتیب لازم کہ علی الاطلاق مذہبِ امام پر افتا و قضا کریں جب تک کوئی مانع قوی و عظیم نہ پایا جائے کما سنذکرہ ان شاء اللہ تعالٰی (ان شاء اللہ تعالٰی اس کو عنقریب ہم ذکر کریں گے۔ ت)

امرِ دوم کے جواب میں اوّلاً عبارتِ درمختار کہ ابھی گزری اور وہ عبارت کثیرہ کہ ان شاء اللہ تعالٰی لکھتا ہوں بس ہیں۔

ثانیاً کلماتِ علماء میں نہ عموماً نہ بعد تخصیص معاملاتِ دُنیوی کہیں اس کا نشان نہیں کہ جب امام ابو یوسف کے ساتھ حضرات طرفین سے ایک رائے اور ہو تو ان کی تجربہ کاری کے باعث اُس کا قبول قاعدۂ مسلّمہ ہے، ہاں علماء نے مسائلِ وقف و قضاء کی نسبت بیشک فرمایا کہ وہاں غالباً قولِ ثانی پر فتوٰی ہے، اس سے ہر وہ امر کہ زیرِ قضا آسکے مراد نہیں تاکہ امثال صوم و صلوٰۃ کے سوا نکاح و بیع و ہبہ و اجارہ و رہن وغیرہا تمام ابواب فقہ کو عام ہو جائے یوں تو وقف بھی اسی قبیل سے تھا، پھر خاص اُسے الگ گننے کے کیا معنی، نہ ہرگز عالم میں کوئی عالِم اس کا قائل، اور خود ہزاراں ہزار کتبِ فقہ اس کے خلاف پر گواہ عادل کہ لاکھوں مسائل معاملات میں بھی قولِ امام ہی پر فتوٰی ہے اگرچہ رائے امام ابو یوسف سے امام محمد بھی موافق ہوں بلکہ یہ امر خاص اُن مسائل میں اکثری طور پر ہے جنھیں فقہاء کتاب القضاء و کتاب الوقف میں لکھتے ہیں اشباہ والنظائر میں جہاں یہ فائدہ زیرِ قاعدہ المشقۃ تجلب التیسیر (مشقت کے سبب حکم میں آسانی ہو جایا کرتی ہے) لکھا وہاں یہی مسائل شمار کیے۔

حیث قال:

ووسع ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی فی القضاء والوقف والفتوی علی قولہ فیما یتعلق بہما فجوز للقاضی تلقین الشاھد وجوز کتاب القاضی الی القاضی من غیر سفر ولم یشترط فیہ شیئا مما شرطہ الامام و صحح الوقف علی النفس وعلی جہۃ تنقطع ووقف المشاع ولم یشترط التسلیم الی المتولی ولا حکم القاضی وجوز استبدالہ عند الحاجۃ

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے قضاء و وقف کے متعلق وسعت پیدا کی ہے، ان دونوں بابوں میں ان کے قول پر فتوٰی ہوگا، انھوں نے گواہ کو قاضی کی تلقین، قاضی کا قاضی کو بغیر سفر خط، بغیر ان شرائط کے جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی نے لگائی ہیں کو جائز قرار دیا ہے، انھوں نے وقف علی النفس (یعنی اپنی جائداد یوں وقف کرے کہ تاحیات وہ خود اسکی آمدنی سے متمتع رہے گا) اور وقف علی جہۃ منقطعہ اور غیر منقسم چیز کے وقف کو جائز کہا ہے اور متولی کو سونپ دینے کی شرط نہیں لگائی اور نہ ہی

الیہ بلاشرط وجوزہ مع الشرط ترغیبا فی الوقف وتیسیرًا علی المسلمین[1]

انھوں نے وقف کے لئے قاضی کے حکم کی شرط لگائی ہے، اور انھوں نے وقف کو ضرورت کے وقت تبدیل کرنے کو بلا شرط جائز قرار دیا ہے اور بلا ضرورت اس کے تبدیل کرنے کو مع الشرط جائز قرار دیا ہے تاکہ وقف کرنے میں ترغیب اور مسلمانوں کے لئے آسانی ہو۔ (ت)

ثالثاً ان مسائل میں تو موافقت رائے دیگر کی بھی حاجت نہیں کما یظھر بالمراجعۃ (جیسا کہ کتب کی طرف سے مراجعت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ت) تو کلمات علماء اس قید کے مساعد نہیں۔

رابعاً کوئی نہیں کہہ سکتا کہ امام ابو یوسف علماً امام اعظم کے ہم پلہ ہیں، امام سے بے اذن لے ان کے مجلس درس منعقد کرنے پر امام کا کسی کو پانچ سوال دے کر بھیجنا ان کے ہر مسئلے میں مختلف جواب دینا، ہر جواب پر سائل کی طرف سے تخطیہ ہونا آخر متحیر ہو کر خدمت امام میں رجوع لانا مشہور اور اشباہ والنظائر وغیرہا میں مذکور۔ علماء فرماتے ہیں جو مسئلہ امام کے حضور طے نہ ہو لیا قیامت تک مضطرب رہے گا، امام ابو یوسف بعض مسائل میں پریشان ہو کر فرماتے: جہاں ہمارے استاد کا کوئی قول نہیں اس میں ہمارا یہی حال (پریشان) ہے۔ بحر الرائق کے مفسدات الصلوٰۃ میں ہے:

لقد صدق صاحب الفتاوی الظھیریۃ حیث قال فی الفصل الثالث فی قراءۃ القرآن ان کل مالم یرو عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی فیہ قول بقی کذٰلک مضطربا الٰی یوم القیامۃ وحکی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی انہ کان یضطرب فی بعض المسائل وکان یقول کل مسئلۃ لیس لشیخنا فیھا قول فنحن فیھا ھکذا[2] انتھی۔

فتاوی ظہیریہ والے نے درست فرمایا، جو انھوں نے قرارت قرآن کی فصل ثالث میں فرمایا کہ جس معاملہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کوئی قول مروی نہ ہو وہ معاملہ قیامت تک باعث اضطراب ہی رہے گا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے منقول ہے کہ وہ بعض مسائل میں مضطرب تھے تو انھوں نے فرمایا، جس معاملہ میں ہمارے شیخ کا کوئی قول نہ ہو تو اس میں ہمارا یہی حال ہوتا ہے انتہی۔ (ت)

امام ابو یوسف سے منقول ہے میں بعض مسائل میں جانتا حدیث میری طرف سے تنقیح کے بعد کھلتا کہ امام نے جس حدیث سے فرمایا وہ میری نظر میں نہ تھی اوکما قال رحمہ اللہ تعالٰی۔

---

[1] الاشباہ والنظائر القاعدۃ الرابعۃ المشقۃ تجلب التیسیر ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۱۱۴-۱۱۵

[2] بحر الرائق باب مفسدات الصلوٰۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۱۴

امر سوم میں فتاوٰی عالمگیری کو سب کتب پر ترجیح دی گئی حالانکہ وہ ایک فتاوٰی ہے، اور علماء رشاد فرماتے ہیں: عمدہ ترین کتب مذہب متون ہیں پھر شروح پھر فتاوٰی عند التخالف متون سب پر مقدم ہیں اور فتاوٰی سب سے مؤخر۔ پھر کیونکر روا ہو کہ سب میں مفضول کو سب سے افضل قرار دیجئے۔ رد المحتار میں ہے:

مافی الفتاوٰی اذا خالف مافی المشاھیر عن الشروح لا یقبل[1]

فتاوٰی میں جو کہا گیا ہو وہ مشہور شروحات کے مخالف ہو تو قبول نہ ہوگا۔ (ت)

درمختار میں ہے:

حیث تعارض متنہ وشرحہ فالعمل علی المتون کما تقرر مرارا۔[2]

جب متن وشروح میں تعارض ہو تو متن پر عمل ہوگا، جیسا کہ کئی دفعہ گزرا۔ (ت)

بحرالرائق میں ہے:

اذا تعارض مافی المتون والفتاوٰی فالمعتمد مافی المتون کما فی انفع الوسائل وکذا یقدم مافی الشروح علی مافی الفتاوٰی[3] اھ نقلہ الشامی من القضاء فی فصل الحبس۔

اگر متون اور فتاوٰی میں مذکور کا تعارض ہو تو متون کا ذکر کردہ قابلِ اعتماد ہے جیسا کہ انفع الوسائل میں ہے، اور یونہی جو شروحات میں ہو وہ فتاوٰی سے مقدم ہے اھ اس کو علامہ شامی نے کتاب القضاء فصل فی الحبس سے نقل کیا ہے۔ (ت)

حموی شرح اشباہ میں ہے:

غیر خاف ان مافی المتون والشروح ولو کان بطریق المفہوم مقدم علی مافی فتاوی وان لم یکن فی عبارتہا اضطراب[4]۔

یہ چیز مخفی نہیں کہ جو متون اور شروح میں ہو اگرچہ بطریق مفہوم ہی ہو وہ فتاوٰی میں مذکور پر مقدم ہے اگرچہ فتاوٰی کی عبارات میں اضطراب نہ بھی ہو (ت)

---

[1] رد المحتار باب الرضاع دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۱۲
[2] درمختار کتاب القضاء مسائل شتی مطبع مجتبائی دہلی ۲/۸۶
[3] رد المحتار " فصل فی الحبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۳۱۷
بحرالرائق " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/۲۸۵
[4] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کتاب الحجر والماذون ادارۃ القرآن کراچی ۲/۴۸۰

رہا امام صفار کا دربارۂ وطی قول صاحبین اختیار فرمانا، اس کا جواب ہمارے فتوائے سابقہ سے مل سکتا ہے جس سے ظاہر کہ قولِ امام کو کتنی وجہ سے ترجیح ہے:

اوّلاً قوت دلیل جس کی کچھ تفصیل اِن شاء اللہ تعالٰی عنقریب ظاہر ہوگی۔

ثانیاً کثرت مفیدان ومسلّمانِ ترجیح جن میں ایک امام برہان الحق والدین فرغانی صاحب ہدایہ جن کی جلالتِ شان آفتاب نیم روز وماہتاب نیم ماہ سے اظہر، ایک امام محقق علی الاطلاق کمال الدین ابن الہمام ہیں جن کی نسبت علماء کی تصریح کہ پایۂ اجتہاد رکھتے ہیں یہاں تک کہ اُن کے بعض معاصر اُنھیں لائقِ اجتہاد کہتے حالانکہ معاصرت دلیلِ منافرت ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

قدمنا غیر مرۃ ان الکمال من اھل الترجیح کما افادہ فی قضاء البحر بل صرح بعض معاصریہ بانہ من اھل الاجتہاد[1]

ہم متعدد بار پہلے ذکر کرچکے ہیں کہ امام کمال اہلِ ترجیح سے ہیں جیسا کہ بحر کے قضاء کے باب میں افادہ کیا ہے بلکہ ان کے بعض معاصرین نے تصریح کی ہے کہ وہ اہلِ اجتہاد میں سے ہیں۔ (ت)

ایک امام علامہ فقیہ النفس قاضی خاں ہیں جن کی نسبت علماء فرماتے ہیں ان کی تصحیح اوروں کی تصحیح پر مقدم ہے، غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر میں ہے:

فی تصحیح القدوری للعلامۃ قاسم ان مایصححہ قاضی خان من الاقوال یکون مقدما علی مایصححہ غیرہ لانہ کان فقیہ النفس[2]۔ (ت)

علامہ قاسم کی تصحیح القدوری میں ہے کہ جس کو امام قاضی خاں صحیح قرار دیں، وہ قول دوسروں کے اقوال پر مقدم ہے کیونکہ آپ فقیہ النفس ہیں۔

اور فرماتے ہیں ان کی تصحیح سے عدول نہ کیا جائے، ردالمحتار میں ہے:

کن علی ذکر مما قالوا لایعدل عن تصحیح قاضی خاں فانہ فقیہ النفس[3]۔ (ت)

فقہاءِ کرام نے جو فرمایا اسے یاد رکھو کہ امام قاضی خاں کی تصحیح سے عدول جائز نہیں کیونکہ وہ فقیہ النفس ہیں۔ (ت)

ثالثاً اجماع متون جن کی عظمتِ مکان ابھی سُن چکے پھر اُن کا اطباق واتفاق کیسا ہوگا ولہٰذا بارہا

---

[1] ردالمحتار کتاب العتق باب التدبیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۵

[2] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کتاب الاجارات الفن الثانی ادارۃ القرآن کراچی ۲/۵۶-۴۵۵

[3] ردالمحتار کتاب الھبۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۵۱۳

دیکھا ہے کہ علماء نے شروح و فتاوٰی کی بعض صریح تصحیحیں صرف اس بنا پر رد کر دی ہیں کہ متون اس کے خلاف پر ہیں، درمختار کی کتاب القسمۃ میں ہے:

قال فی الخانیۃ وعلیہ الفتوی لکن المتون علی الاول فعلیہ المعول[1]

خانیہ میں فرمایا کہ فتوٰی اسی پر ہے لیکن متون پہلے قول پر ہیں تو اسی پر اعتماد ہوگا۔ (ت)

دیکھو امام اجل قاضی خاں سا مرجح اور علیہ الفتوی سا لفظ ترجیح جسے علما آکد الفاظِ تصحیح سے شمار کرتے ہیں باایں ہمہ کہا گیا کہ متون اول پر ہیں تو وہی معتمد ہے، امام کے نزدیک عصبات کے بعد ولایتِ نکاح ماں کو ہے۔ قہستانی شرح مختصر الوقایہ میں لکھا صاحبین کے نزدیک غیر عصبہ ولی نہیں، اور یہی ایک روایت امام سے ہے پھر مضمرات شرح قدوری سے نقل کیا: وعلیہ الفتوی[2] (اور اسی پر فتوٰی ہے۔ ت) مگر محققین نے نہ مانا کہ خلافِ متون ہے۔ بحرالرائق و نہرالفائق دونوں میں فرمایا:

ما قیل من ان الفتوی علی الثانی غریب لمخالفتہ المتون الموضوعۃ لبیان الفتوی[3] اھ۔

جو کہا جاتا ہے کہ فتوٰی ثانی پر ہے یہ غریب ہے کیونکہ یہ متون کے مخالف ہے جو کہ فتوٰی کو بیان کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں اھ (ت)

علامہ شامی نے ردالمحتار میں اسے نقل کرکے مقرر رکھا، کنوئیں سے نجاست نکلے اور وقتِ وقوع نامعلوم ہو تو امام ایک یا تین دن سے تنجس مانتے ہیں اور صاحبین فی الحال صاحبِ محیط کہ ائمہ ترجیح سے ہیں دربارۂ وضو و غسل و عجین قولِ امام اور ان کے ماورا میں قول صاحبین اختیار کرتے اور وہ اور امام زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں اسی تفصیل کو ھو الصحیح (یہی صحیح ہے۔ ت) کہتے ہیں اور اسی پر بحرالرائق و منح الغفار و تنویر الابصار و درمختار میں جزم کیا، باایں ہمہ علامہ شامی اسے رد کرتے اور عدمِ تسلیم کی پہلی وجہ یہی لکھتے ہیں کہ مخالف لاطلاق المتون قاطبۃ[4] (یہ تمام متون کے اطلاق کے مخالف ہے۔ ت) حموی غمز عیون البصائر شرح اشباہ میں ایک مسئلے کی نسبت جس میں روایتِ ابی یوسف کو حاوی قدسی میں علیہ الفتوی اور اشباہ میں المصحح المعتمد کہا، فرماتے ہیں:

[1] درمختار — کتاب القسمۃ — مطبع مجتبائی دہلی — ۲/ ۲۱۹
[2] جامع الرموز — فصل الولی والکفو — مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران — ۱/ ۴۶۷
[3] بحرالرائق — باب الاولیاء والاکفاء — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ۳/ ۱۲۴
ردالمحتار بحوالہ البحر والنہر — باب الولی — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۲/ ۳۱۲
[4] ردالمحتار — فصل فی البئر — " " " " " " — ۱/ ۱۴۶

مجرد دعوی الحاوی ان الفتوی علیہ لایقتضی انہ المصحح المعتمد فی المذھب کیف و اصحاب المتون قاطبۃ والشروح ماشون علی قولھما (یعنی الطرفین) ومشی اصحاب المتون تصحیح التزامی علی ان ما فی المتون والشروح مقدم علی ما فی الفتاوی۔[1]

حاوی کا صرف یہ دعوٰی کردینا کہ اسی پر فتوٰی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی تصحیح شدہ اور قابلِ اعتماد ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ تمام متون اور شروح طرفین کے قول پر ہیں، اور تمام متون اس تصحیح کا التزام کیے ہوئے ہیں کہ متون وشروح کے مسائل فتاوٰی کے مسائل پر مقدم ہیں۔ (ت)

رابعًا یہی مذہبِ امام ہے، اور علماء فرماتے ہیں قولِ امام ہی پر اعتماد ضرور ہے اگرچہ صاحبین خلاف پر ہوں اگرچہ مشائخ کرام مذہبِ صاحبین کی تصحیح کریں کمایاتی انفا ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ عنقریب آئیگا ان شاء اللہ تعالٰی۔ ت)

امرِ چہارم میں جس قاعدہ کا ذکر ہُوا جب سے مذہبِ حنفی عالم میں آیا کسی عالم نے دربارۂ اختلاف امام وصاحبین اُسے جاری نہ کیا نہ ہرگز تمام دنیا میں کوئی اس کا قائل، بلکہ سلف وخلف کا اجماعِ کامل اُس کے برخلاف پر گواہِ عادل، ہزارہا مسائل میں صاحبین نے خلاف کیا، پھر شرق وغرب سے کتبِ فقہ جمع کرکے دیکھئے قولِ صاحبین معدود ہی جگہ مفتی بہ ملے گا جہاں اختلافِ زمانہ کے سبب تغیرِ حکم ہوا یا تعامل و دفعِ حرج کے مثل کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آئی، علامہ طحطاوی پھر علامہ شامی حاشیۂ درمختار میں فرماتے ہیں:

حصل المخالفۃ من الصاحبین فی نحو ثلث المذھب ولکن الاکثر فی الاعتماد علی قول الامام۔[2]

صاحبین کا تقریبًا ایک تہائی مذہب میں اختلاف ہے لیکن اکثر اعتماد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کے مسلک پر ہے۔ (ت)

میں یہاں ائمہ محققین کی بعض عبارات پر اقتصار کرتا ہُوں جن سے کالشمس ظاہر کہ سوا موضع معدودہ کے قولِ امام ہی پر اعتماد لازم، اور اس کے خلاف کثرتِ رائے، بلکہ فتوائے مشائخ پر بھی التفات نہیں کہ ایک آفتاب لاکھ ستاروں کو چھپا لیتا ہے۔ اسی "سب سے عمدہ خلاصہ سب سے حال کی مستند کتاب" فتاوٰی عالمگیری میں محیط امام شمس الائمہ سرخسی سے ہے:

اذا اختلفوا فیما بینھم قال عبد اللہ بن

جب احناف کا آپس میں اختلاف ہو تو عبداللہ بن مبارک

---

[1] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر الفن الثالث القول فی احکام الجمعۃ ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۲۳۸

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار مقدمۃ الکتاب دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۴۸

المبارك یؤخذ بقول ابی حنیفة رحمه الله تعالٰی لانه کان من التابعین و نراجحهم فی الفتوی[1]

کے قول کے مطابق امام ابوحنیفہ کا قول قابلِ عمل ہوتا ہے کیونکہ وہ تابعی ہیں اور دیگر تابعین کے فتاوٰی کے مقابل اُنھوں نے فتاوٰی پیش کئے۔ (ت)

تنویر الابصار میں ہے:

یاخذ بقول ابی حنیفة علی الاطلاق[2]

قاضی مطلقاً امام ابوحنیفہ کے قول کو لے گا۔ (ت)

درمختار کا منیہ وسراجیہ سے نقل کرنا گزرا ھو الاصح (وہی زیادہ صحیح ہے۔ ت) اور یہ بھی کہ القاضی کالمفتی (قاضی مفتی کی مثل ہے۔ ت) اور یہ بھی کہ نہر الفائق میں اسی کو اضبط کہا، اسی کی کتاب ادب المقال میں تصحیح کی، کما فی الحاشیة الطحطاویة (جیسا کہ حاشیہ طحطاوی میں ہے۔ ت) اسی پر امام محقق علی الاطلاق نے جزم فرمایا، اور بعض مشائخ جو کہیں قولِ صاحبین پر افتا کر دیتے ہیں اُسے بلاوجہ قوی محض نامقبول ٹھہرایا۔ حاشیہ شامیہ میں ہے:

رد المحقق ابن الھمام علی بعض المشائخ حیث افتوا بقول الامامین بانه لایعدل عن قول الامام الا لضعف دلیله[3]

بعض مشائخ نے صاحبین کے قول پر فتوٰی دیا تو محقق ابن ہمام نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کے قول سے اعراض نہیں کیا جاسکتا الا یہ کہ ان کی دلیل کمزور ہو۔ (ت)

بحرالرائق میں ہے:

قد صححوا ان الافتاء بقول الامام فینتج من ھذا انه یجب علینا الافتاء بقول الامام وان افتی المشائخ بخلافه اھ نقله العلامة الطحطاوی اول القضاء۔

مشائخ نے تصحیح فرمائی ہے کہ فتوٰی امام صاحب رحمہ اللہ تعالٰی کے قول پر ہے، تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم پر امام کے قول پر فتوٰی دینا واجب ہے اگرچہ مشائخ نے قولِ امام کے خلاف فتوٰی دیا ہو اھ اس کو طحطاوی نے باب قضاء کی ابتدا میں نقل کیا ہے۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب الثالث فی ترتیب الدلائل للعمل بہا نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۳۱۲

[2] درمختار شرح تنویر الابصار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۶۲

[3] رد المحتار مطلب عن الامام اذا صح الحدیث الخ دار احیاء التراث بیروت ۱/ ۴۶

[4] بحرالرائق کتاب القضاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۷۰-۲۶۹

فتاوٰی خیریہ[1] کی کتاب الشہادات مسئلہ شہادۃ الاعمٰی میں ہے:

المقرر ایضا عندنا انہ لایفتی ولایعمل الا بقول الامام الاعظم ولایعدل عنہ الی قولہما اوقول احدہما او غیرہما الا لضرورۃ (من ضعف دلیل او تعامل بخلافہ) کمسئلۃ المزارعۃ وان صرح المشائخ بان الفتوی علی قولہما لانہ صاحب المذہب والامام المقدم ؎

اذا قالت حذام فصدقوہا
فان القول ما قالت حذام[2]

یہ طے شدہ ہے کہ ہمارے ہاں امام اعظم رحمہ اللہ تعالٰی کے قول پر ہی عمل وفتوٰی ہوگا، اور صاحبین یا ان میں سے کسی ایک کے قول یا کسی اور کے قول پر بغیر ضرورت فتوٰی نہ ہوگا (اور ضرورت کی مثال ضعیف دلیل یا عرف وتعامل کا اس کے خلاف ہونا ہے) جیسا کہ مزارعت کا مسئلہ ہے اگرچہ مشائخ تصریح کرچکے ہوں کہ فتوٰی صاحبین کے قول پر ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ صاحب مذہب ہیں اور سب سے مقدم امام ہیں (شعر کا ترجمہ) جب حذام کچھ کہے تو اس کی تصدیق کرو، کیونکہ بات وہی ہے جو حذام کہتی ہے۔ (ت)

بعینہٖ اسی طرح بحرالرائق کی کتاب الصلٰوۃ بحث اوقات میں تصریح فرمائی اور اس سے ردالمحتار وحاشیہ طحطاویہ میں نقل کرکے مقرر رکھا، امام المحققین شیخ الاسلام برہان الدین صاحب ہدایہ کتاب التجنیس والمزید میں فرماتے ہیں:

الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفۃ علی کل حال[2]

میرے نزدیک ہر حال میں امام ابوحنیفہ کے قول پر فتوٰی دینا واجب ہے۔ (ت)

مسئلہ وقت عشا میں جو قول صاحبین کو دُرر میں مفتٰی بہ بتایا علامہ نوح آفندی نے اس پر فرمایا:

لایجوز الاعتماد علیہ لانہ لایرجح قولہما علی قولہ الا بموجب من ضعف دلیل اوضرورۃ اوتعامل او اختلاف زمان ولم یوجد شئ من ذلک فالعمل علی قولہ[3] اھ نقلہما

اس پر اعتماد درست نہیں کیونکہ امام صاحب کے مقابلہ میں صاحبین کے قول کو ترجیح نہیں ہوسکتی مگر جب کوئی سبب ہو مثلاً دلیل کا ضعف، ضرورت، تعامل یا اختلاف زمان میں سے کوئی چیز ہو، اور جبکہ ان میں سے کچھ بھی نہیں تو امام کے قول پر عمل ہوگا اھ

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب الشہادات دارالمعرفۃ بیروت ۲/۳۳
[2] و[3] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الصلٰوۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۷۵

العلامۃ الطحطاوی فی مبحث اوقات الصلوٰۃ۔ علامہ طحطاوی نے ان دونوں عبارتوں کو اوقاتِ صلوٰۃ کی بحث میں ذکر کیا ہے (ت)

پھر یہ ضعیف دلیل جسے علما بلیغ عدول فرماتے ہیں اس کے معنی بھی سمجھ لیجئے یہ وہ ہے کہ اعاظم ائمہ مجتہدانِ فتوٰی اُس کے ضعف پر تنصیص کریں، نہ وہ جسے من و تو اپنے اذہان قاصرہ سے ضعیف سمجھ لیں کہ اوّل تو یہ دلائل جو مصنفین لکھتے ہیں کیا معلوم کہ امام کی نظر انھیں پر تھی اور ہو بھی تو ہم کیا اور ہمارا ضعیف سمجھنا کیا ؎

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش
نظام مملکت خویش خسرواں دانند

(اے حافظ! گدائے خاک نشین کو مت چھیڑ کہ ملک کے نظام کو چلانا خود بادشاہ ہی جانتا ہے)

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں:

انہ قد یظھر قوۃ لہ بحسب ادراکہ ویکون الواقع بخلافہ او بحسب دلیل ویکون لصاحب المذھب دلیل اٰخر لم یطلع علیہ[1] انتھی۔ کبھی امام کی دلیل کی قوت ظاہر ہوتی ہے جس کا ادراک کرلیا جاتا ہے اور واقع میں اس کے خلاف ہوتا ہے، یا یہ ہوتا ہے یہ کچھ دلیل سمجھے حالانکہ صاحبِ مذہب (امام صاحب) کی دلیل کچھ اور ہے جس پر اطلاع نہ ہوئی انتہی (ت)

اب مجھے اس تحقیقِ انیق کے بعد اصلًا ضرورت نہ رہی کہ امر پنجم کی طرف توجہ کروں، میرا یہی کلام ہر گونہ دلائل کے جواب میں بس ہے معہذا جو کچھ اُس میں بیان ہُوا اُسی دلیل سے ماخوذ ہے جو ہدایہ و شرح وقایہ و کافی و اختیار و مستخلص وغیرہا میں مذہبِ صاحبین پر ظاہر کی گئی اور اُس کے ساتھ ہی انھیں کتابوں میں اُس کا نفیس جواب بھی دے دیا جہاں تک میری نظر ہے کوئی کتاب مستند ایسی نہ ملے گی جس میں یہ تقریر مسطور اور اُس کا جواب نہ مذکور ہو میں یہاں صرف درمختار کے وہ مختصر لفظ جو اُنھوں نے امام صدر الشریعۃ وغیرہ سے اخذ کرکے لکھے نقل کرنا کافی سمجھتا ہُوں دلیل امام میں فرماتے ہیں:

کل وطأۃ معقود علیھا فتسلیم البعض لایوجب تسلیم الباقی[2] ہر وطی مہر کا بدل ہے تو بعض مہر کا سونپنا باقی کے سونپنے کا موجب نہیں بنتا ہے۔ (ت)

اس مرام نفیس کی توضیح و تلخیص یہ ہے کہ بیع عین پر وارد ہوتی ہے وہ ایک بار سپرد ہو کر کیا باقی ہے

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب القضاء مطبع دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۱۷۶
[2] درمختار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۰۲

کہ محبوس ہو بخلاف نکاح کہ عورت کے گوشت پوست پر وارد نہیں منافع بضع پر ہے اور وہ متجدد تو بعض کی تسلیم کل کی تسلیم نہیں، نہ بعض پر رضا سے کل پر رضا لازم، وبعبارۃ اُخری شرع نے حق حبس دیا ہے: اختیار استرداد، اور مبیع میں تجدید منع بشکلِ استرداد ہی معقول، اور نکاح میں منفعت ماضیہ کی واپسی محال تو نہ ہوگا مگر حبس منفعت آئندہ، ولہذا اگر بیع میں بھی چند چیزیں ایک عقد میں بیچیں اور بعض بخوشی دے دیں بعض باقی کو روک سکتا ہے جب تک تمام ثمن وصول نہ ہو کہ یہاں بھی بوجہ تعدد اقباض بعض اقباض کل نہیں، کفایہ میں ہے:

لوسلم البائع بعض المبیع الی المشتری لایسقط حقه فی حبس مابقی منه[1]۔

اگر بائع مشتری کو کچھ مبیع سونپ دے تو باقی کو روک رکھنے کا حق اس سے ساقط نہیں ہوگا۔ (ت)

پس فرق واضح ہوگیا اور استدلال ساقط، میں یہاں تطویلِ کلام نہیں چاہتا کہ یہ امر تو علما پہلے ہی طے فرما چکے مگر شاید اتنا کہنا بیکار نہ ہو کہ خود امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی بیع ونکاح کے اس مسئلے میں زمین و آسمان کا فرق رکھتے ہیں یہاں تک کہ اُن کے نزدیک مہر مؤجل کے لئے بھی عورت کو حق منع حاصل، اور ثمن مؤجل ہو تو استحقاق حبس بالاجماع زائل، وہ فرماتے ہیں حق حبس بیع میں اصل عقد کا مقتضی نہیں اور نکاح میں بحالت اطلاق نفس عقد کا مقتضی ہے، ولہذا شوہر پر تقدیم تسلیم مطلقاً لازم اگرچہ مہر اشیائے متعینہ سے ہو جیسے عبد یا دار یا ثوب، اور بیع میں مشتری پر تقدیم اُسی حالت میں ضرور کہ مبیع عین ہو اور ثمن دین، جیسے درہم و دینار، امام سغناقی نہایہ میں کہ ہدایہ کی پہلی شرح ہے تقریر مذہب ابی یوسف میں فرماتے ہیں:

قال ان موجب النکاح عند الاطلاق تسلیم المهر عینا کان اودینا فحین قبل الزوج الاجل مع علمه بموجب العقد فقد رضی بتاخیر حقه الی ان یوفی المهر بعد حلول الاجل و به فارق البیع لان تسلیم الثمن اولا لیس من موجبات البیع لامحالة الاتری ان البیع لوکان مقایضة لاتجب تسلیم احد

انھوں نے کہا کہ نکاح کا موجب مطلقاً مہر کا ادا کرنا ہے خواہ نقد ہو یا دین ہو، تو جب خاوند نے مہر کے لئے مدتِ مقررہ قبول کرلی جبکہ وہ نکاح کے موجب کو جانتا ہو تو گویا اس نے مدت مقررہ گزرنے تک اپنے حق کو مؤخر کرنا تسلیم کرلیا، اسی نکتہ کی بنا پر نکاح اور بیع میں فرق واضح ہوگیا، کیونکہ بیع میں اوّلاً ثمن کی ادائیگی اس کا موجب لازمی نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بیع مقایضہ (سامان کا سامان سے سودا) میں کسی بدل کا

---

[1] کفایہ مع فتح القدیر باب المهر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۲۵۰

البدلین اولا فلو یکن المشتری راضیا بتاخیر حقه فی المبیع الی ان یوفی الثمن وجعل الفتوی علی قول ابی یوسف[1]

بھی ادا کرنا ابتداءً ضروری نہیں، لہذا بیع میں ثمن کی ادائیگی تک مشتری بیع کی تاخیر پر راضی نہ ہوا اور فتوٰی امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے قول پر ہے۔ (ت)

اسی طرح فتح القدیر وغیرہ شروح ہدایہ میں ہے پھر باوجود اس قدر تفرقوں کے کیونکر مانا جائے کہ نکاح میں یہ حکم محض مشابہت بیع ہی پر مبنی ہے کہ اس کے احکام سے کہیں تفاوت نہ کرسکے، یہ مسئلہ ایک مبسوط رسالے کے قابل تھا،

وفیما ذکرنا کفایة لاهل الدرایة واللہ ولی الهدایة منه البدایة والیه النهایة ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس میں اہلِ فہم کے لئے کفایت ہے، اللہ تعالٰی ہی ہدایت کا مالک اور اسی سے ابتداء اور انتہا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

---

[1] العنایة حاشیة علی الهدایة مع فتح القدیر باب المهر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۲۴۹

ف: خط کشیدہ عبارت عنایہ میں نہیں، یہ نہایہ کی ہے، اور نہایہ دستیاب نہیں۔ نذیر احمد

فروغِ اہلسنّت کیلئے امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدا کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرّر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

• BRIDAL JEWELLERY
• DIAMOND
• POLKI
• SOLITAIRE

Atria Mall, 1st Floor, Worli, Mumbai - 400 018
Tel.: 91 22 24813449 • www.ibyimtiaz.com
E-mail : info@ibyimtiaz.com

BY IMTIAZ
DAZZLE YOURSELF

RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313

Scanned with OKEN Scanner